دل کی بات

فرقہ وارانہ دہشت گردی

اسباب، عوامل اور حل

۵، اپریل کی شام یہ خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلی کہ امیر لشکر جھنگوی ریاض بسرا سرگودھا میں ایک پولیس مقابلے میں ہلاک ہو گیا۔

۶، اپریل کو تمام قومی اخبارات نے ریاض بسرا کی ہلاکت کو شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کیا جب کہ ۷، اپریل کے اخبارات میں گورنر پنجاب کی تردیدی وضاحت شائع ہو گئی کہ سرگودھا کے پولیس مقابلے میں ریاض بسرا نہیں اس کے دو ساتھی شہزاد وڑائچ اور قاری عزیز الرحمن ہلاک ہوئے۔ ریاض بسرا زندہ ہے۔ ساتھ ہی ریاض بسرا کا اپنا بیان بھی شائع ہوا۔ جو اس نے نامعلوم مقام سے اخباری ایجنسیوں اور اخبارات کے دفاتر میں فون کر کے لکھوایا کہ

"میں زندہ ہوں اور پنجاب پولیس کی دسترس سے باہر ہوں۔ مشن سے کوئی طاقت نہیں ہٹا سکتی"۔ ساتھیوں کے خون کا حساب ضرور لوں گا۔ (جنگ لاہور ۷، اپریل ۹۹ء)

ہمارے ملک کے بعض کالم نگاروں، تجزیہ نگاروں، لبرلز اور "اتحاد بین المسلمین" کے عنوان سے روزی کمانے والے مصلحین کے خیالات اکثر اخبارات میں پڑھنے کو ملتے ہیں۔ چند گھسے پٹے اور پامال جملے ہیں جن کا گذشتہ دس برس سے تکرار ہو رہا ہے۔ ان میں سے کوئی شخص اپنے مسلکی ڈربے سے باہر آباد وسیع دنیا کو دیکھنے اور غور و فکر کرنے کے لئے تیار ہے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی معقول تجویز یا حل ہے۔

فرقہ وارانہ قتل و غارت گری کے اسباب میں سب سے بڑا سبب بعض ذاکرین و واعظین کی وہ تقاریر ہیں جن میں امت مسلمہ کے اصل اسلاف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کھلی توہین کی گئی۔ پھر ایسی کتابیں بھی شائع ہوئیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ اصحاب پر تبرہ کیا گیا۔ تاریخی شواہد سے یہ بات بھی سو فیصد درست ہے کہ انقلاب ایران کے بعد پاکستان میں فرقہ وارانہ تصادم اور قتل و غارت شروع ہوئی جس کا تسلسل تا ایں دم قائم ہے۔ اہل بصیرت نے تب بھی حکومت کو خبردار کیا تھا کہ اس آگ کو روک لیں۔ ورنہ ہم سب اس کی لپیٹ میں آ جائیں گے۔ مگر حکومت نے سنی ان سُنی کر دی۔ یہی عمل ہر حکومت نے دہرایا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ نہ ایسے افراد کو سزا دی گئی جو اس آگ کو بھڑکا رہے تھے اور نہ ہی ان کتابوں کو ضبط کیا گیا جن میں صحابہ کرام کی توہین کی گئی تھی۔ امن پسند علماء نے

حکومت کو افراد اور کتابوں کی فہرست بھی پیش کی مگر سب بے کار۔ مولانا حق نواز جھنگوی اور ان کی سپاہ صحابہ اسی مجرمانہ غفلت کا رد عمل تھے۔ مولانا کی بات سننے کی بجائے حکومت نے ان سے محاذ آرائی کو مسئلہ کا حل سمجھا۔ آخر کار مولانا شہید کر دیئے گئے۔ اگر مولانا قتل نہ ہوتے تو ریاض بسرا لشکر جھنگوی نہ بناتا۔ پھر تو قتل و غارت گری معمول بن گئی۔ ادھر سپاہِ محمد بن گئی سابق وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر اپنے دو انٹرویوز اور متعدد اخباری بیانات میں اس بات کا برملا اظہار کر چکے ہیں کہ ''سپاہ محمد ایران نے بنوائی اور اس کی مکمل پشت پناہی کی''۔ نصیر اللہ بابر کے اس مؤقف کی تائید حال ہی میں افغانستان کے شمالی صوبوں مزار شریف اور بامیان وغیرہ میں ایران کی کھلی مداخلت سے بھی ہوتی ہے۔ وہاں سے پکڑا جانے والا ایرانی اسلحہ اتنی مقدار میں تھا کہ طالبان کو کہنا پڑا کہ ہماری تاریخ میں اتنا اسلحہ نہیں ملا۔

حکومت پاکستان کو داخلی اور خارجی دونوں محاذوں پر دہشت گردی کے خاتمے کے لئے غیر جانبدارانہ اور مستقل اقدامات کرنے ہوں گے۔

۱۔ شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کی سزا کا نفاذ اور اس پر یقینی عمل در آمد۔

۲۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کے مرتکب افراد کو بلا تخصیص مسلک عبرتناک سزا۔

۳۔ قرآن کریم و حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار و توہین کی سزا کا نفاذ۔

۴۔ ایسے تمام لٹریچر کی ضبطی جس میں درج بالا گستاخیوں کا ارتکاب کیا گیا ہو۔

۵۔ بیرونی مداخلت اور دباؤ کو سب سے پہلے ختم کیا جائے۔ اور ایسے تمام لٹریچر کی در آمد روکی جائے جس میں اہانتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہانت صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا ارتکاب کیا گیا ہو۔

۶۔ ملک میں ہونے والے تمام جعلی پولیس مقابلوں کو فوراً بند کیا جائے اور عدالتی فیصلوں پر عمل در آمد کیا جائے۔

گذشتہ سال سے پولیس مقابلے بھی معمول بن گئے ہیں۔ ڈاکو، قاتل، دہشت گرد یقیناً اس قابل ہیں کہ انہیں قرار واقعی سزا دی جائے مگر ماورائے عدالت قتل جرائم کے خاتمے کا کوئی حل نہیں ہے۔

سرگودھا کے حالیہ پولیس مقابلے میں دو بے گناہ افراد کی ہلاکت نے حکومت اور انتظامیہ کی جو بھد اڑائی ہے وہ ظاہر و باہر ہے اور پوری دنیا اس سے باخبر ہے۔ ہماری رائے میں ریاض بسرا اور اس کے تمام ساتھیوں کو ختم کرنے سے بھی اس کا کردار اور فرقہ واریت ختم نہیں ہوگی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان تمام راستوں کو بند کیا جائے جو انبیاء کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گستاخیوں کا سبب بنتے ہیں۔ اگر گستاخیوں کے راستے بند ہو گئے تو قتل و غارت گری بھی رک جائے گی اور ریاض بسرا جیسے کردار بھی ختم ہو جائیں گے۔ حکومت ایسے افراد کا جسمانی وجود مٹانے کی بجائے اسباب اور وجوہات کو ختم کرے۔